# خیرالدین بارباروس۔۔۔مسلمانانِ اندلس کا نجات دہندہ

فرزانہ جبیں*
صوفیہ فرناز**

**ABSTRACT:**

*Khairuddin Barbaros was a great admiral of Ottoman Turks during the first half of sixteenth century. His real name was Khizr and was the son of a Rumeli Turkish Officer. He started his naval activities as pirate in the earliest sixteenth century. His main task was to support the Muslims of ended Muslim Spanish government. To achieve this task he did not only accepted Ottoman Supremacy but helped them to rule over the North Africa and the whole Mediterranean Sea. Suleyman the Magnificent declared him the admiral of Ottoman Navy. He made many reforms in the Ottomanic Naval System.*

سولھویں صدی میں سلطنتِ عثمانیہ عظیم عالمی طاقت تھی۔عیسائی اقوام پر اس سلطنت کا زبردست رعب وداب قائم تھا، اس رعب وداب کی ایک وجہ برّی فتوحات تھیں تو دوسری طرف بحری فتوحات کا بھی اس میں کچھ کم حصہ نہ تھا۔ان بری و بحری فتوحات میں دسویں عثمانی حکمران سلیمان قانونی (۱۵۲۰۔۱۵٦٦) کا بہت بڑا کردار ہے۔بالخصوص عہد سلیمان قانونی میں عثمانیوں کی بحری طاقت اپنے عروج پر تھی جس نے بحیرۂ روم کے تمام ساحل اور بحیرۂ قلزم و بحیرۂ ہند کے دور دراز مقامات تک سلطان سلیمان کی شہرت کا سکہ بٹھا دیا تھا۔اگرچہ سلطان سلیمان کے والد سلیم اول (۱۵۱۲۔۱۵۲۰) اور دادا بایزید ثانی (۱۴۸۱۔۱۵۱۲) نے بحری فوج کی اصلاح اور تیاری پر زرِ خطیر صرف کیا تھا لیکن سلیمان اول اس بارے میں اپنے پیشرو حکمرانوں سے سبقت لے گیا(۲)۔سلیمان قانونی کی مملکت کے بحری نظام میں زبردست انقلاب اور عروج کے پس پشت جنوبی یورپ اور شمالی افریقہ میں رونما ہونے والی تبدیلیاں تھیں۔۲ جنوری ۱۴۹۲ء میں فرڈینڈ (Ferdinand) اور ازابیلا (Isabella) کے ہاتھوں خلافت ہسپانیہ کے خاتمے اور محمد ابو عبداللہ خاتم السلاطین اندلس کی جلا وطنی سے لے کر سولھویں صدی کے عشرہ اول تک ہسپانیہ کے مسلمان وحشیانہ مظالم کا شکار رہے(۳)۔ان وحشیانہ مظالم نے عرب پناہ گزینوں کو راہِ فرار اختیار کر کے بحیرۂ روم کے جنوب میں شمالی افریقہ کے ساحلی علاقوں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا تھا۔لیکن عیسائی ہسپانویوں کی جانب سے ان کا مستقل و مسلسل تعاقب جاری رہتا تھا۔اس کے ساتھ ساتھ اسپین کے نئے حکمران امریکہ کی طرح افریقہ میں بھی ایک ایسی سلطنت کا خواب دیکھ رہے تھے جہاں عیسائیوں اور ہسپانیوں کی حکومت ہو چنانچہ ہسپانیہ سے جہازوں

* ڈاکٹر، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی		برقی پتا: farzana03@coolgoose.com
** ڈاکٹر، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی		برقی پتا: farzana03@coolgoose.com
تاریخِ موصولہ: ۲۲ جنوری ۲۰۱۲ء

اور کشتیوں سے گھوڑے اور توپ خانے سرزمین افریقہ منتقل کر کے خصوصاً الجزائر میں مورچے تیار کیے جانے لگے۔ان حملہ آوروں کے مقابلے میں پناہ گزیں عرب اور مقامی بربر بالکل بے بس تھے۔ان کے پاس مقابلے کے لیے صرف چھوٹی کشتیاں یا ڈونگے تھے، زیادہ سے زیادہ وہ موقع میسر آنے پر ہسپانوی قافلوں پر چھاپہ مار کر راہ فرار اختیار کرتے تھے۔(۴)

ان حالات کی موجودگی میں مشرق کے بحری ملاحوں نے سلیمان قانونی کے بحری نظام میں زبردست تبدیلی پیدا کر کے اپنے ہم مذہب ستم رسیدہ عربوں اور بربروں کی زبردست امداد کی۔ان بحری ملاحوں کے پاس نہ صرف جہاز تھے بلکہ وہ بحری معرکہ آرائیوں کے تمام اسرار و رموز سے بھی آگاہ تھے۔ان میں سب سے زیادہ نامور اور بہادر خیر الدین بار باروس ثانی تھا(۵)۔بار باروس کی کاوشوں کے نتیجہ میں شمالی افریقہ کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں بالخصوص الجزائر، تیونس اور طرابلس سلطنت عثمانیہ کے زیر اقتدار آ گئیں نتیجۃً ان ریاستوں کے دلیر و ماہر ملاح، مضبوط و زبردست بیڑے، مستحکم قلعے اور وسیع بندرگاہیں سلطنت کے زیرِ سایہ وزیرِ تصرف آ گئے۔

خیر الدین بار باروس کا اصل نام خضر پاشا تھا(۶)۔خضر پاشا ۱۴۷۳ء میں مجمع الجزائر یونان کے سب سے چھوٹے جزیرے لزبس (Lesbos)(۷) کے صدر مقام (Midilli) میں پیدا ہوا(۸)۔والد کا اصل نام یعقوب تھا(۹) اور وہ رومیلیا کا ایک ترک فوجی افسر تھا(۱۰)۔والدہ کا نام کیتالین (Catalina) تھا جو ایک یونانی پادری کی بیوہ تھی(۱۱)۔یعقوب کے چار بیٹے اسحٰق، الیاس، اروج، خضر اور دو بیٹیاں تھیں(۱۲)۔اسحٰق لزبس کے نہایت جلیل القدر اور دولت مند تاجروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ باقی تین الیاس، اروج اور خضر، بایزید ثانی اور سلیم کے زمانہ میں تجارت اور ملاحی دونوں کام کرتے رہے۔جزیرۂ لزبس اور اطراف میں تجارت کا بازار گرم تھا اور اس جزیرے کی بندرگاہیں تجارتی جہازوں سے ہر وقت معمور رہتی تھیں۔(۱۳)

خاندان بار باروس کے بحری کارناموں اور ناموری و شہرت کا آغاز خیر الدین بار باروس کے بڑے بھائی اروج سے ہوتا ہے۔یہ انتہائی دلیر و جانباز تھا۔اروج نے اوائل عمر سے ہی بحری مشاغل کا آغاز کر دیا تھا اور جلد ہی یہ بحری مشاغل اس کا نصب العین قرار پا گئے۔اس کا ایک بڑا سبب ہسپانیہ میں مسلم حکومت کا خاتمہ اور برباد و بے بس جلاوطن ہسپانوی مسلمان تھے جو بڑی تعداد میں بربر سواحل کی جانب اپنے نئے حکمرانوں کے ظلم وستم سے راہِ فرار اختیار کر رہے تھے۔یہ ہزاروں برباد مسلمان جوشِ انتقام سے لبریز تھے لیکن وسائل وقوت کی کمیابی نے انہیں بے بس کر دیا تھا۔ان حالات میں اروج ان کے لیے ایک زبردست معاون مددگار اور رہبر ثابت ہوا۔اروج نے ان ہی ایام میں اپنی قوت اور اسحٰق کی دولت کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک بحری بیڑہ تشکیل دیا تھا۔اس کو مستقل برباد ہسپانوی مسلمانوں اور ان کے جوش انتقام و بے بسی کی خبریں موصول ہو رہی تھیں، اس کے ساتھ ساتھ سواحلِ بربر کے نزدیک نئی اور پرانی دنیا کی دولت سے مالا مال جہازوں کی آمدورفت کی اطلاعات بھی موصول ہو رہی تھیں(۱۴)۔ان اسباب کی موجودگی میں اروج نے ۱۵۰۴ء میں (Midilli) کی رہائش کو ترک کر کے تیونس کی بندرگاہ میں حلق الوادی (HalKulvadi) جو گولیٹا (Govlette) بھی کہلاتا ہے، کو اپنا مرکز و مستقر قرار دیا۔حلق الوادی کی یہ بندرگاہ اس کی مختصر جمعیت اور سامان کے لیے سردست کافی تھی۔یہ بندرگاہ اپنے قدرتی

جغرافیہ کی بنا پر ایک محفوظ مقام تھی (۱۵)۔ تیونس میں اس وقت بنوحفص حکمران تھے جو ۱۲۲۸ء میں موحدین کے بعد ملک پر قابض ہو گئے تھے۔ اروج نے تیونس کے سلطان محمد کے ساتھ معاہدہ کیا کہ سلطان صوبۂ تیونس کی تمام بندرگاہیں اس کی آزادانہ آمدورفت کے لیے کھول دے گا اور اس کی حفاظت کا بھی ذمہ دار ہوگا۔ ان خدمات کے عوض اروج تمام غنائم کا ایک مقررہ حصہ شاہی بیت المال میں داخل کر دیا کرے گا۔ تشکیل معاہدہ کے فوراً بعد ہی بحر روم میں اروج کی کامیاب معرکہ آرائیوں کا آغاز ہو گیا۔ پانچ سال کے اندر اروج کی بحری قوت بہت زیادہ مضبوط ہو گئی۔ آٹھ مستحکم جنگی جہازوں کا ایک بیڑہ حلق الوادی میں ہر وقت اس کے حکم کا منتظر رہتا تھا۔ اس کے دو بھائی خضر اور الیاس اپنی کشتیوں کے ساتھ اس کی معاونت کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ اس قوت اور جمعیت کے ہمراہ اروج مظلوم ہسپانوی مسلمانوں کا انتقام لیتا رہا اور مستقل ہسپانوی جہازوں پر حملے جاری رکھے۔ اس وقت بحر روم مکمل طور پر اس کے رحم و کرم پر تھا۔ (۱۶)

۱۵۱۶ء میں اسپین کے حکمران فرڈینینڈ کے انتقال کے بعد الجزائر کے ساحل پر موجود ہزاروں جلاوطن ہسپانوی مسلمانوں نے سالانہ خراج کی ادائیگی بند کر دی اور اس فعل کی پاداش میں اسپین کی عیسائی حکومت کی جانب سے ممکنہ انتقامی کارروائی کے پیشِ نظر حاکم الجزائر شاہ سلیم سے مدد کی درخواست کی۔ شاہ سلیم کی فوجی قوت اگرچہ الجزائر کے بری مقامات کو محفوظ و مستحکم کرنے کے لیے تو ہر طرح کافی تھی مگر بحری ناکہ بندی نہ کر سکتی تھی۔ شاہ سلیم نے اس نازک اور حساس موقع پر اروج سے امداد کی خواہش کا اظہار کیا جو صوبۂ جیجل کو اپنا نیا مرکز و مستقر قرار دے چکا تھا۔ قوت و طاقت میں روز افزوں ترقی، کچھ جاہ طلبی اور کچھ قومی ہمدردی اس امر کے متقاضی تھے کہ سواحل بربر پر ایک مستقل حکومت کی بنیاد رکھی جائے اور اسپین کی نئی حکومت سے قرار واقعی انتقام لیا جائے۔ چنانچہ شاہ سلیم کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے اروج نے ۱۵۱۶ء میں الجزائر کے خلاف اسپین کی فوج کو شکست دے کر الجزائر کے دارالحکومت الجیریا پر اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ۱۵۱۹ء تک شرشیل (Shershell)، طینس (Tenez)، تلمسان (Tlemsen) پر بھی اروج کا قبضہ و اقتدار قائم ہو گیا۔ اور یوں گویا وہ تمام مغرب الاوسط کا مالک ہو گیا۔ (۱۷)

صوبۂ الجزائر پر اقتدار کے قیام کے بعد ہسپانوی حکومت کے خلاف مسلمان جلاوطنوں کی امدادی کارروائیوں میں سرعت اور شدت آ گئی۔ یہ وہ وقت ہے جبکہ نہ صرف اسپین بلکہ جنیوا، نیپلز اور وینس (جو اس وقت یورپ بھر میں مشہور تجارتی منڈیاں تھیں) کے جہاز بھی کپتان اروج کو تجارتی محصول کی ادائیگی کے بغیر بحیرۂ روم سے نہ گزر سکتے تھے (۱۸)۔ کپتان اروج کے عروج اور بلند اقبالی کا یہ آخری زمانہ تھا۔ ۱۵۱۹ء کے اواخر میں ہی اروج اہل ہسپانیہ سے معرکہ آرائی کے دوران مارا گیا۔ اس کے انتقال پر ملال پر ہر شخص گویا ماتم کناں تھا خصوصاً جلاوطن ہسپانوی مسلمانوں کو بے انتہا رنج و مایوسی ہوئی۔ ان بدنصیبوں کے ساتھ اس کو دلی ہمدردی تھی اور یہی وجہ ہے کہ بربر کے چودہ برس کے قیام میں اس نے اسپین کی نئی حکومت کو کبھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ (۱۹)

اروج کا چونکہ کوئی فرزند نہ تھا لہٰذا اس کا جانشین اس کا چھوٹا بھائی خضر پاشا قرار پایا، جو اب تک ہونے والی تمام مہمات میں اس کا دستِ راست تھا۔ خضر پاشا جو تاریخ میں خیر الدین باربروس ثانی کے نام سے معروف ہے (۲۰)، دلیری،

شجاعت، اصولِ جہانگیری و جہانبانی میں اپنے بھائی سے برتر تھا۔وہ ایک دوراندیش اور معاملہ فہم انسان تھا جو ہر معاملے کی نزاکت کو محسوس کر کے قبل از وقت چارہ کار کر لیا کرتا تھا۔مسند جانشینی سنبھالتے ہی ان صفات کے اظہار کا آغاز ہو گیا، جس کی سب سے بڑی مثال سلطان سلیم یاوُز کی تابعداری تھی۔(۲۱)

۱۵۱۹ء میں زمامِ حکومت سنبھالتے ہی خیرالدین نے اپنی بندرگاہوں، سواحل اور نومفتوحہ علاقوں کے تحفظ کے لیے نہ صرف وہاں آباد قبائل سے معاہدات کیے بلکہ انتہائی مستعدی کے ساتھ اپنے وقت کی عظیم الشان سلطنت، سلطنتِ عثمانیہ کے زبردست حکمران سلطان سلیم اول یاوُز اور عمائدینِ سلطنت عثمانیہ کے لیے گراں قدر تحائف اور سفارتی عرضداشت کے ہمراہ حاجی حسین کو بحیثیت سفیر استنبول روانہ کیا(۲۲)۔سفارتی عرضداشت میں تمام تر توجہ اس نکتہ پر مرکوز رکھی گئی تھی کہ ہسپانیہ سے مسلم حکومت کا آفتاب غروب ہو چکا ہے۔ہسپانیہ کے بے بس مسلمان نئے غیر مسلم حکمرانوں کے زیر اقتدار ہیں۔پرتگیزیوں اور ہسپانویوں نے الجیریا کو مشرق و مغرب سے ناکہ بند کر رکھا ہے۔لہٰذا الجیریا میں پناہ حاصل کرنے والے خانماں برباد اور جلاوطن مسلمانوں کی امداد ضروری ہے(۲۳)۔اس مقصد کے حصول کے لیے اروج اور خیرالدین کے نومفتوحہ علاقوں میں استحکام اقتدار اور بحیرۂ روم میں قوت و طاقت کے قیام کے لیے سلطنت عثمانیہ کی اعانت و امداد کی درخواست کی گئی تھی۔اعانت و امداد کے صلے میں خیرالدین کی جانب سے سلطان سلیم یاوُز کے لیے حلفِ اطاعت اور خراج کی ادائیگی کے وعدے کا اظہار کیا گیا تھا۔

سلطان سلیم کے لیے خیرالدین بار باروس کی جانب سے حلف اطاعت اور ادائیگی خراج کا اظہار ایک نعمتِ غیر مترقبہ تھی، کیونکہ سلطان نے اسی زمانے میں (۱۵۱۷۔۱۵۱۸) میں مصر فتح کیا تھا۔سیاسی مصالح اس امر کے متقاضی تھے کہ نو مفتوحہ مصر کو محفوظ و مامون رکھنے کے لیے تیونس اور الجزائر کے حکام کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کیے جائیں۔اس کے ساتھ ساتھ اپنی حکومت کا حلقۂ اثر بحر روم کے ساحل تک پھیلانے کا بھی یہ ایک زریں موقع تھا۔ان اسباب و وجوہ کی موجودگی میں سلطان نے خیرالدین کا حلفِ اطاعت قبول کرتے ہوئے خیرالدین کو مذکورہ صوبے کا بیلر بے(۲۴)، مقرر کر کے علاماتِ گورنری یعنی مہر، تلوار، اسپ اور نشانِ دم اسپ عطا فرمائے۔اس کے ساتھ ساتھ دو ہزار جانثاروں کی ایک مختصر فوج بھی بطور امداد روانہ کی(۲۵)۔بار باروس کی اطاعت کے نتیجہ میں افریقہ کے شمال میں عثمانیوں کی باجگذار حکومت قائم ہو گئی، جس کا لازمی نتیجہ بحیرۂ روم کے جنوبی و مغربی سواحل تک آلِ عثمان کے اقتدار کی وسعت تھا۔

سلطنت عثمانیہ کی سرپرستی و امداد کے حصول کے بعد خیرالدین نے ہسپانیہ کے خلاف ہسپانوی مسلمانوں کے تحفظ کے لیے سریع و تیز رفتار مہمات کا سلسلہ جاری کر دیا۔سال میں دو دفعہ اپنے بحری بیڑے کے ہمراہ سواحل اسپین پر حملے کر کے بے بس مسلمانوں کو آزاد کروالاتا۔اسی اثنا میں ان فتوحات کی شہرت سے بربر علاقوں سے تاریخی شہرت کے حامل نامور شجاع و دلیر مثلاً طرغد رئیس، صالح رئیس، صنعان رئیس، ایدالدین رئیس، بار باروس کے معاون و مددگار ہو گئے۔(۲۶)

نشیب و فراز آب کے یہ ماہر بیشتر انفرادی طور پر اور کبھی باہم مل کر بحیرۂ روم کے پانیوں پر سوار رہتے تھے۔ان حالات میں تمام یورپی ممالک بالخصوص پرتگال اور اسپین بحیرۂ روم میں خیرالدین بار باروس کی طاقت و قوت سے بے پناہ

خائف تھے۔اس وقت اسپین نودریافت شدہ سرزمین امریکہ کی تجارت اوراموال سے فوائد وفیوض کے حصول میں مصروف تھا۔تجارتی جہاز جونئی دنیا کی دولت سے مالا مال اسپین واپس آتے تھے، وہ اکثر بحیرۂ روم میں بندرگاہ قادس (کیڈز) پرلنگر انداز ہوتے تھے۔ خیرالدین کے جاسوس مذکورہ بندرگاہ تک رسائی رکھتے تھے اور کوئی شئے ان کے حملے سے محفوظ نہ تھی (۲۷)۔ان حملوں میں بار باروس کے معاون عناصر میں ایک اہم عنصر جلاوطن ہسپانوی مسلمان تھے۔ یہ جلاوطن چونکہ اسپین کے داخلی حالات سے بخوبی آ گاہی رکھتے تھے چنانچہ بار باروس کے زیرحمایت آنے کے بعدانتقاماً اس کوتمام اسرار و رموز کی اطلاع فراہم کرتے تھے۔ان حالات میں اسپین کی حکومت نے خائف ہوکر کچھ عرصے کے لیے مسلمانوں کی جلا وطنی کا سلسلہ مسدود کردیا تاکہ جاسوسی کا راستہ بند کیا جاسکے۔لیکن ان تمام حفاظتی اقدامات کے باوجود ہسپانوی حکومت کے خلاف بار باروس کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔۱۵۳۲ء میں الجزائر کے لیے ایک خاص اور محفوظ بندرگاہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے الجزائر سے توپ کے گولے کی مار کے فاصلے کے برابر ہسپانوی قلعہ پنون (Penon) معرکہ آرائی کے بعد مسخر کرلیا گیا۔ بعدازاں اس مقام کو گودی بنادیا گیا تاکہ خراب موسم میں جہازوں کو محفوظ مقام پر ٹھہرایا جاسکے۔(۲۸)

خیرالدین انتہائی تدبر اور دوراندیشی سے اپنے افعال اور کارروائیوں کی باقاعدہ اطلاع سلطنت عثمانیہ کو روانہ کرتا رہتا تھا۔ بار باروس کے اس تدبر، دوراندیشی اور مستقل فتوحات کے نتیجہ میں عثمانی فرمانروا سلطان سلیمان قانونی (۱۵۲۰ء تا ۱۵۶۶ء)(۲۹) نے ۲۸ دسمبر۱۵۳۳/۱۱جمادی الاخر ۹۴۰ھ کواستنبول مدعو کیا۔ بار باروس کوصرف مدعو کرنے پر ہی اکتفا نہ کیا گیا بلکہ صدراعظم ابراہیم پاشا کی ایماومشاورت سے ۶/اپریل ۱۵۳۴ء کوعثمانی بحریہ میں امیرالبحر کے منصب پر فائز کیا گیا۔(۳۰)

بار باروس نے امیرالبحر کے منصب پر فائز ہونے کے بعدعثمانی بحری نظام کی اصلاح کا آغاز کیا۔ وہ محض ایک امیر البحر یا جہاز راں ہی نہ تھا بلکہ جہاز سازی میں بھی کمال مہارت رکھتا تھا۔ چنانچہ اس وقت عثمانی بحریہ میں موجود نقائص کو دریافت کرکے فوری طور پر دور کرنے کی کوشش کی۔ مثلاً بادبانوں کوسریع الحرکت بنا کر جہازوں کو سریع رفتار بنایا گیا۔ بحری نظام کے تمام کارکنان کو جہاز کے کل پرزوں سے آگاہ کیا گیا۔ سلطنت عثمانیہ کی حدود اقتدار میں لکڑی کثرت سے موجود تھی۔قابل واہل نجار وہنرمند بھی بڑی تعداد میں تھے چنانچہ خلیج گولڈن ہارن (Golden Horn) کی شمالی سمت جہاز سازی کانیا کارخانہ قائم کیا گیا اور بہت جلد اکسٹھ (۶۱) جہاز تیار کر لیے گئے۔(۳۱)

اس بحری بیڑے کے ہمراہ بار باروس ہر سال موسم گرما میں سواحل اسپین اور جزائر قرب وجوار پر حملے کرکے سینکڑوں مسلمانوں کو آزاد کرواتا تھا۔اس نے تقریباً ستر (۷۰) ہزار بے بس ہسپانوی مسلمانوں کوسواحل اسپین سے الجزائر منتقل کیا۔ ۱۵۴۱ء میں ان مسلمانوں کی جانب سے سلیمان قانونی کوتحریر کیے جانے والے ایک خط میں بار باروس کی اس مدد اور معاونت کی تحسین وتعریف کی گئی جس کے نتیجہ میں یہ بے بس مسلمان شرشیل (Shershell) اور تلمسان (Tlemsen) میں محفوظ ومامون زندگی گزار رہے تھے۔(۳۲)

خیرالدین بار باروس کی یہ کارروائیاں یورپ کے لیے بالعموم اور اسپین کے لیے بالخصوص بلائے ناگہانی تھیں۔شاہ اسپین

چارلس پنجم کے لیے بحیرۂ روم میں بار باروس کا وجود نا قابل برداشت ہوتا جا رہا تھا۔ الجزائر بار باروس کا مرکز تھا اور چارلس پنجم یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ یہاں رہنے پائے۔ کیوں کہ الجزائر سے آبنائے جبل الطارق اور آبنائے جبل الطارق سے اسپین کا ساحل انتہائی نزدیک تھا اور بار باروس کا اہم ہدف ساحل اسپین ہی ہوا کرتا تھا۔ اس موقع پر چارلس پنجم نے بار باروس کو افریقہ کی ہسپانوی بندرگاہوں اور بحیرۂ روم سے بیدخل کرنے کی مہم اپنے امیر البحر اینڈریا ڈوریا (Andrea Dorea)(۳۳) کے سپرد کی۔ سلیمان قانونی کی سرپرستی اور معاونت سے بار باروس نے ڈوریا سے معرکہ آرائیوں اور کامیابیوں کا عمل جاری رکھا۔

ان ہی حالات کے دوران بار باروس کی ترغیب سے سلیمان قانونی نے فرانس کے ساتھ معاہدات کا آغاز کیا۔ مسیحی دنیا اس وقت اپنے دور کی دو زبردست طاقتوں اسپین اور فرانس میں منقسم تھی، جو اپنے ممالک محروسہ کے ساتھ ساتھ جنوبی اور مغربی یورپ کے بیشتر حصہ پر قابض ومتصرف تھیں یا کسی وجہ سے اثر رکھتی تھیں۔ ان میں چارلس پنجم شاہ اسپین آٹھ سلطنتوں اسپین، بلجیم، ہالینڈ، جرمنی، میکسیکو، پیرو اور سسلی کا فرمانروا تھا، اس کے ساتھ ساتھ پاپائے روم کا خاص عقیدت مند ہونے کی بنا پر یورپ میں خاص اثر رکھتا تھا اور سلطنت عثمانیہ کا سخت مخالف تھا۔ فرانسیس (Francis) شاہِ فرانس صلحائے ترکی میں شامل اور جنوب مشرقی یورپ میں رسوخ رکھتا تھا۔ یہ دونوں قوتیں ہمیشہ ایک دوسرے کے مد مقابل رہتی تھیں (۳۴)۔ بار باروس کی تجویز وترغیب کا بنیادی سبب دنیائے عیسائیت کی یہی سیاسی صورتحال تھی۔ اسپین کے خلاف اس کے سب سے بڑے حریف کے ساتھ معاہدہ قائم کر کے وہ اپنے مقصد یعنی ہسپانیہ کے بے بس مسلمانوں کی اعانت اور بحیرۂ روم میں قوت قائم کر سکتا تھا۔ اس معاملے میں سلیمان قانونی کے مثبت رویہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلیمان نے اگرچہ براہِ راست نہ سہی لیکن بالواسطہ طور پر ہسپانوی مسلمانوں کی امداد اور معاونت کا سلسلہ جاری رکھا، جس کے نتیجہ میں ۱۵۳۶ء میں سلطنت عثمانیہ اور فرانس کے مابین معاہدۂ دوستی عمل میں آیا۔ دوسری جانب اسپین سے عناد کی بنا پر سلطنت عثمانیہ سے حلیفی کا قیام فرانس کے لیے بھی نعمت غیر مترقبہ تھی اور وہ خود بھی اسی امر کا خواہش مند تھا۔ (۳۵)

۱۵۳۴ء کے موسم گرما میں جبکہ سلیمان ایران کے ساتھ مصروفِ جنگ تھا، بار باروس اٹلی کے ساحلی قصبات ریجیو (Reggio)(۳۶) سپرلونگا (Sperlongo)، اور فونڈی (Fondi)(۳۷) کو تاخت وتاراج کر چکا تھا۔ نیپلز (Naples) کے ساحلی مقامات کے بعد بار باروس نے افریقہ میں ۱۵۳۵ء میں تیونس کا علاقہ فتح کر لیا۔ تیونس کی فتح بار باروس کا ایک دیرینہ خواب تھا۔ فتح کے نتیجہ میں اس دیرینہ آرزو کی تکمیل تو ہوگئی لیکن حالات کی خرابی کے نتیجہ میں تیونس پر وہ اپنا قبضہ واقتدار پانچ ماہ سے زائد عرصہ قائم نہ رکھ سکا۔ تیونس کے عرب سلطان حسین نے جو ملک بدر کر دیا گیا تھا، چارلس پنجم سے امداد کی درخواست کی۔ چارلس پنجم جو گویا ایسے ہی کسی موقع کی تلاش میں تھا، بذات خود ایک جرار فوج اور زبردست بیڑے کے ساتھ تیونس پر حملہ آور ہوا۔ تیونس پر عرب سلطان حسین کا قیام اقتدار اسپین کے مفاد میں تھا چنانچہ انتہائی شدید حملے کے نتیجہ میں خیر الدین پاشا کچھ عرصے کمال لیاقت اور بہادری سے مقابلہ کرنے کے بعد بالآخر شہر چھوڑنے پر مجبور ہوگیا۔ عرب سلطان ہسپانوی طاقت کی مدد سے اپنا سابقہ اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا لیکن وہ ہسپانوی فوج کو بے گناہ اور بے پناہ باشندگانِ

تیونس کے بے رحمانہ قتل اور جائیدادوں کے تاخت و تاراج سے نہ روک سکا۔(۳۸)

اگرچہ تیونس پر خیرالدین بار باروس کا اقتدار زیادہ عرصہ تک برقرار نہ رہ سکا۔لیکن الجزائر میں اس کی مضبوط حکومت قائم تھی۔چنانچہ تیونس میں ناکامی کے بعد وہ واپس الجزائر چلا گیا۔بعدازاں اسی بندرگاہ سے جزیرہ منورکا (Minorca) کو تاراج کر کے ہسپانیہ سے بدلہ لے لیا۔(۳۹)

بحرروم (Mediterranean Sea) میں ترکوں کا روزافزوں اقتدار و اثرات بحرروم کی قدیم طاقتوں کے لیے لمحات فکریہ بن چکے تھے۔ چنانچہ اس اقتدار کے خلاف ۱۵۳۸ء میں فرڈیننڈ شاہِ ہنگری، اسپین اور وینس کا اتحاد ثلاثہ قائم ہوگیا(۴۰)۔اتحاد ثلاثہ کی اتحادی افواج سے ۱۵۳۸ء میں بحرایونی (Ionian Sea) میں بار باروس نے یورپ کے مشہور امیر البحر اور اتحادی افواج کے سربراہ اعلیٰ اینڈریا ڈوریا کے مقابلے میں پریویزا (Preveza) اور سینٹ مورا (St. Maura) کے مقام پر نمایاں کامیابی حاصل کی۔اگرچہ اس موقع پر ترکی بحری بیڑہ حریف کے بیڑوں سے جہازوں کی جسامت،تعداد اور توپوں کے وزن کے لحاظ سے بہت کمزور تھا مگر خیرالدین بار باروس کی شجاعت و جوانمردی اور بحری مہارت نے اس غیر متوازن صورتحال کو متوازن بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔(۴۱)

۱۵۳۹ء میں بار باروس نے اپنے دوساتھیوں حسن کرسو اور طرغوت کی مدد سے خلیج کٹارو (Cattaro) میں واقع کیٹل نو وو (Castlenvovo) اور مورہ (Morea) میں واقع ملوازیا (Malvasia) اور نوپلیا (Navplia) پر پھر سے قبضہ و اقتدار قائم کرلیا۔(۴۲)

۱۵۴۳ء میں فرانسس اوّل اور چارلس پنجم کے درمیان ایک بار پھر معرکہ آرائی کا آغاز ہوگیا۔آٹھ سلطنتوں کا فرمانروا ہونے کی بناپر چارلس طاقتور تھا البتہ فرانس کو امداد کی ضرورت تھی۔امداد کی ضرورت اس لیے بھی تھی کہ خلافِ توقع شاہِ انگلینڈ ہنری ہشتم نے سرد مہری کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہلوتہی اختیار کی تھی۔چنانچہ سلطنتِ عثمانیہ کی جانب سے اپنے یورپی حلیف کی امداد کے لیے بار باروس کو ڈیڑھ سو جنگی جہازوں کے ہمراہ استنبول سے روانہ کیا گیا۔(۴۳)

۱۵۴۳ء میں اطالوی ساحل پر حملوں سے اس مہم کا آغاز کیا گیا۔ریجیو (Reggio) پر حملہ کر کے وہاں کے گورنر کے بیٹے کو گرفتار کرلیا گیا۔کلابریا (Calabria) کے ساحلوں کو تاخت و تاراج کیا گیا۔اس کے بعد مارسیلز (Marscilles) میں اپنے ترکی بیڑے کے ہمراہ داخل ہوگیا۔بندرگاہ مارسیلز میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد متحدہ بیڑے نے اٹلی کے مغربی بابِ فتح نائس (Nice)(۴۴) کو فتح کرلیا۔لیکن ڈوریا کے آجانے کی بناپر اس کے قلعے پر قبضہ نہ ہوسکا اور ترکوں کو واپسی کی راہ اختیار کرنا پڑی۔۱۵۴۴ء میں فرانس اور چارلس کے مابین ایک معاہدے نے اس معرکہ آرائی کا خاتمہ کردیا۔(۴۵)

اس مہم کے بعد بار باروس نے استنبول کی جانب واپسی کا سفر اختیار کیا۔Nice کی مہم بار باروس کی آخری مہم ثابت ہوئی۔اس کے بعد بار باروس نے بحری مشاغل سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔(۴۶)

اپنی عمر کے آخری دو سال سلطنت عثمانیہ کے دیوان کی کارروائیوں میں بحیثیت امیرالبحر مستقل شریک کار و مشورہ رہا۔ ان مجالس میں اس کے مشورے بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔تاریخ عالم کا یہ مشہور مدبر امیرالبحر ۴ جولائی

۱۵۴۶ءکوراہیٔ آخرت ہوگیا۔وفات کے وقت خیرالدین کی عمر تقریباً نوے برس تھی۔(۴۷)

بار باروس کو آبنائے باسفورس کے کنارے بشکطاش (Beshiktash) میں بیوک درہ (Büyük Dere) میں اس کی تعمیر کردہ مسجد میں سپردخاک کیا گیا۔(۴۸)

اس کے وصیت نامے کے مطابق پندرہ برس سے کم عمر غلاموں کو آزاد کرادیا گیا اور بقیہ آٹھ سو غلام اور تیس مسلح جنگی کشتیاں سلطان کو دے دی گئیں۔استانبول میں موجود اس کی کثیر دولت اور آبنائے باسفورس کے کنارے اس کے محلات پر مبنی ورثہ اس کے بھتیجے اور بیٹے حسین کے درمیان تقسیم کر دیا گیا۔بار باروس کے بیٹے حسین نے مختلف مواقع پر الجزائر کے گورنر کے فرائض انجام دیے تھے۔(۵۰)

اگرچہ بار باروس میدان حرب کا ماہر تھا تاہم علوم وفنون کی سر پرستی کا بھی انتہائی شائق تھا۔اس نے اپنی کل جائداد و دولت کا ایک بڑا حصہ عالیشان کالج کی بنا و تعمیر کے لیے وقف کر دیا۔اس کے ساتھ ساتھ سلیمان قانونی کی ایما و حکم سے بار باروس نے اپنی زندگی کے مفصل حالات مشہور مورخ سنان پاشا سے تحریر کروائے تھے۔یہ کتاب سلطنت عثمانیہ میں مروج رہی اور اس کا خلاصہ حاجی خالصہ کی کتاب ''تاریخ محارب بحریہ عثمانیہ'' میں بھی درج ہے۔(۵۱)

لین پول نے اپنی تصنیف ''باربری کورسیر'' میں بار باروس کی صفات اور کارناموں کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

''بھائی کی طرح کچھ بلند و بالا نہ تھا مگر وجیہ و شکیل تھا۔بدن مضبوط اور گٹھا ہوا،داڑھی اور پلکوں کے بال لمبے اور معمول سے زیادہ گنجان تھے جو کبھی عالم شباب میں مشک فام ہوں گے،مگر اب ان پر صبح کی چاندنی سی چٹکی تھی۔آنکھیں روشن،متجسس اور ایک ایسے اولوالعزم و دلیر دل کا پتا دیتی تھیں جو مذبذب ہونا نہ جانتا تھا۔چہرہ سے اس درجہ کا جلال و جبروت مترشح تھا جو اکثر ذرا خلاف طبع امر سرزد ہونے پر متحرک تو جلد ہوسکتا تھا مگر ساکت دیر میں ہوتا ہے۔شیر میدان رزم،مدبر الملک و دانشمند،حملہ کرنے میں انتہا درجے کا محتاط مگر حملہ کرتے وقت اس قدر تیز و تند کہ صفیں کی صفیں درہم برہم ہو جایا کرتی تھیں۔حقیقت یہ ہے کہ خیرالدین اپنے زمانے کا ایک عدیم المثال اور یکتائے روزگار امیرالبحر تھا۔مغلوب دشمنوں سے بمہر و ملاطفت پیش آتا۔ماتحت افسروں اور سپاہیوں کو شائستہ مگر خوش رکھتا۔حسنِ خلق اس شخص میں اس قدر اعلیٰ درجہ کا تھا کہ جہاز ساز سے لے کر خلاصی تک اور ملاح سے لے کر امیرالبحر تک تمام منصب داروں کے کام بڑے ذوق وشوق سے خود کر سکتا تھا۔دولت عثمانیہ کا سچا جاں نثار اور بہی خواہ تھا۔اس کے چہاردہ سالہ حسنِ خدمات پر عثمانیوں کو ہمیشہ ناز رہے گا۔صاحبقران اس کی اس درجہ قدر و منزلت کرتا تھا کہ آخری دو سال میں جبکہ وہ عزلت نشیں ہوگیا اس کو ہر وقت حضور میں رکھتا تھا اور اس کی رائے کو ہر امر میں مقدم سمجھتا''۔(۵۲)

بار باروس ایک کامیاب امیرالبحر،ممتاز سپاہی اور بہترین مدّبر و دوراندیش انسان تھا۔بلادِ بربر میں ایک مستقل حکومت کے قیام کے لیے اپنی غیر متزلزل قوتِ ارادی سے بڑی سے بری دشواری پر بھی قابو پالیتا تھا۔اس کی خواہش تھی کہ شمالی افریقہ میں ایک سلطنت قائم کی جائے۔اگرچہ حالات نے خواہش کی تکمیل نہ ہونے دی تاہم اس نے اس کام کی تکمیل کر لی جسے اس کے برادرِ بزرگ اروج نے شروع کیا تھا اس لیے اس کو ولایت الجزائر کا صحیح بانی کہا جاسکتا ہے۔(۵۳)

## مراجع وحواشی

(۱) ۱۳۰۰ء میں ایشیائے کوچک میں ایک نوجوان ترک عثمان خان نے آزاد وخود مختار حکومت کی بنیاد رکھی جو ائندہ تین صدیوں میں تین براعظموں ایشیاء، یورپ اور افریقہ تک وسیع ہوگئی۔مشرقی مذاق کے مطابق یہ سلطنت اپنے بانی عثمان خان کے نام سے منسوب ہوکر عثمانی ترکوں کی سلطنت کے عنوان سے معروف ہے

(۲) انشاءاللہ، محمد، تاریخ خاندان عثمانیہ، ج اول، ص ۱۲۱ (طبع اول) امر تسر، مطبع روز بازار، ۱۸۹۹ء۔

(۳) Imamuddin,S.M.,A political History of Muslim Spain, p 299, Karachi, Abbasi letho Art press, 1984.

(۴) ہیرلڈ لیم، سلیمان عالی شان، مترجم اختر عزیز احمد ص ۱۹۶، لاہور، فکشن ہاؤس، ۱۹۹۸

(۵) خیرالدین کی ریش سرخی مائل کتھئی رنگ کی تھی لہذا اہل یورپ اس کو بار باروس ثانی (Barbaross) کے نام سے یاد کرتے ہیں یعنی سرخ بال والا۔ بار باروس اول کے لقب سے عیسائی دنیا میں خیرالدین کا بڑا بھائی اروج (Aruj) بھی معروف تھا کیونکہ وہ بھی صاحب سرخ ریش تھا (دیکھیے Harold lamb, op cit., pp 164, 165)

(۶) Ernle Bradford, The Sultan's Admiral, p.78, London, Hodder & Stoughton, 1969

(۷) لزبس (Lesbos) یونانی زبان کا لفظ ہے یہ ایک زرخیز اور متمول علاقہ تھا۔خاص طور پر اپنی شراب اور ذائقہ دار زیتون کے لیے دنیا بھر میں معروف تھا۔قرون وسطی میں یہ جزیرہ بازنطینی سلطنت کے زیر سایہ خوشحال علاقہ تھا۔ (دیکھیے ۔ Ernle Brad ford, op. cit., pp 14.16)

(۸) Danishmend, Ismail Hami,Osmanli Tarikhi Kronologisi, p 437, vol 11, Istanbul, 1961.

(۹) ایضاً

(۱۰) ترک مورخ یعقوب کو مسلمان لکھتے ہیں جبکہ مسیحی مورخ خصوصاً اہلِ اسپین اس کو اپنا ہموطن اور ہم مذہب بتاتے ہیں۔مصدقہ روایات کے مطابق یعقوب عثمانی فوجی نظام کا رکن تھا۔ سلطان فاتح کی پالیسی تھی کہ وہ مفتوحہ علاقوں میں سبکدوش ہو جانے والے سپاہیوں کو آباد کیا کرتا تھا اور ساتھ ساتھ مفتوحہ زمینیں اور جائیداد بھی ان کے درمیان تقسیم کر دیا کرتا تھا، چنانچہ لزبس کی فتح کے بعد سلطان فاتح نے یعقوب کو فتوحات میں معاونت کے صلے اور حزلی کارناموں کی بنا پر اس علاقے کا منتظم اعلیٰ مقرر کر دیا کچھ عرصے لزبس کا نظم ونسق سنبھالنے کے بعد یعقوب راہئ آخرت ہوگیا۔ (دیکھیے Ernle Bradford, op.cit., p 18)

(۱۱) Ernle Bradford, op.cit., p. 18 (۱۲) ایضاً

(۱۳) Antony Bridge, Suleyman The Magnificent, P. 132, Rawapindi, Pap-Board Printers Ltd., 1884

(۱۴) سقوطِ غرناطہ سے قبل تک شمالی افریقہ کی ریاستوں اور یورپی ریاستوں کے درمیان تعلقات خوشگوار نوعیت کے تھے اور تجارتی معاہدات و تجارت باہمی کا سلسلہ جاری تھا۔

(۱۵) Shaw, Stanford, J., History of the Ottoman Empire & Modern Turkey, P.96, Vol.I, (Ed. 1st) Cambridge, Cambridge University Press, 1979.

(۱۶) صدیقی حامد علی، اقصائے مغرب، ص ۵۳، (طبع اول) دہلی، مطبع روز آنہ اخبار، س ن

(۱۷) ایضاً، ص ۶۵ (۱۸) ایضاً، ص ۶۶ (۱۹) ایضاً، ص ۶۸

(۲۰) بار باروس کے لقب سے وہ مسیحی دنیا میں معروف تھا۔دنیائے اسلام میں وہ خیرالدین کے نام سے معروف رہا۔اس غیر رسمی لقب سے خضر پاشا اپنے برادر بزرگ اروج کے انتقال کے چند سال بعد نوازا گیا۔(دیکھیے Ernle Bradford, op.cit., p. 78)

(۲۱) یہ لقب نویں عثمانی حکمران سلطان سلیم اول کو دیا گیا تھا۔یاوُوز yavuz ترکی زبان کا لفظ ہے یعنی بہت سخت مزاج۔

(۲۲) Mehmet Ozdamir, "Ottoman Aids to Andulisian Muslims", The Turks, P. 210, Vol. 3, (Edi. 1st), Ankara, Yeni Turkiye Publications, 2002.

(۲۳) ایضاً　　(۲۴) بیلر بے (Beylerbeyi) ترکی زبان کا لفظ ہے بمعنی امیرالامرا

(۲۵) The New Encyclopeadia of Britannica p. 808, Vol. I, ed. 15th, 1981.

(۲۶) صدیقی،حامد علی،محولہ بالا،ص ۷۵　　(۲۷) ایضاً

(۲۸) G.Yver،"خیرالدین بار بروس"،دائرہ معارف اسلامیہ،ص۔۸۰،جلد ۹،(طبع اول)لاہور،دانشگاہ،پنجاب،۱۹۷۸ء

(۲۹) ۱۵۲۰ء میں سلطان سلیم اول کے انتقال کے بعد اس کا اکلوتا فرزند سلیمان خان برسرِ اقتدار آیا،اس کا عہد حکومت ۱۵۲۰ء تا ۱۵۶۶ء ہے۔

(۳۰) Mehmet Ozdemir, Op.Cit., p. 211　　(۳۱) صدیقی،حامد علی،محولہ بالا،ص ۱۰۲

(۳۲) Mehmet Ozdemir, Op.cit., p. 211

(۳۳) اینڈریا ڈوریا (Andrea Dorea) جنیوا کے ایک شریف اور معزز خاندان سے تھا۔۱۴۶۸ء میں پیدا ہوا۔پندرہ برس کی عمر میں پوپ لیو (Pop Leo) کے باڈی گارڈز میں داخل ہوگیا اور عرصہ دراز تک الفانسو فرمانروائے نیپلز کے ماتحت نمایاں ترقی کرتا رہا۔بالآخر چھیالیس برس کی عمر میں پوپ کی خدمت سے علیحدہ ہو کر اس نے بحری مشاغل شروع کر دیئے۔(دیکھیے:صدیقی،حامد علی،ص ۹۶)

(۳۴) ایضاً،ص ۱۱۵

(۳۵) Lord Kinross, The Ottoman Centuries, P. 219, (Ed. 1st), New York, Morrow Quill Paperbacks, 1977.

(۳۶) ریجیو، (Reggio) اٹلی کے انتہائی جنوبی صوبہ کلبیریا کی مشہور بندرگاہ اور اس وقت ایک جنگی مقام تھا۔

(۳۷) فونڈی (Fondi) نیپلز کے قریب واقع ہے۔　　(۳۸) Ernle Bradford, Op.cit., p. 142

(۳۹) Creasy, E.S., History of the Ottoman Turks, P. 285, Vol. I, Karachi, S.M.Mir, 1980.

(۴۰) صدیقی،حامد علی،محولہ بالا،ص ۱۱۸　　(۴۱) Creasy, E.S., Op.Cit., p. 285

(۴۲) G.Yver،محولہ بالا،ص۔۸۱　　(۴۳) صدیقی،حامد علی،محولہ بالا،ص ۱۲۴

(۴۴) جنوبی فرانس میں بحرِ روم کے ساحل پر واقع ہے۔

(۴۵) عزیر،محمد،دولت عثمانیہ،ص ۱۶۷،ج اول،اسلام آباد،نیشنل بک فاؤنڈیشن،۱۹۸۵ء　　(۴۶) صدیقی،حامد علی،محولہ بالا،ص۔۱۲۵

(۴۷) Creasy, E.S., op.cit., p. 286　　(۴۸) ایضاً　　(۴۹) صدیقی،حامد علی،محولہ بالا،ص۔۱۲۶

(۵۰) دائرہ معارف اسلامیہ،محولہ بالا،ص ۸۸،ج ۹　　(۵۱) انشاءاللہ،محمد،محولہ بالا،ص ۱۲۶

(۵۲) بحوالہ صدیقی،حامد علی،ص ص ۱۲۵۔۱۲۶　　(۵۳) دائرہ معارف اسلامیہ،محولہ بالا